إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

الحکم

دستور العمل اور ضوابط

۱ - ہر انگریزی مہینے کی ۹-۱۶-۲۳-۳۱ تاریخ کو امرت سر سے شائع ہوگا +

۲ - جواب طلب امور کیلئے ٹکٹ یا جوابی پوسٹ کارڈ آنا چاہیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف +

۳ - جملہ خط و کتابت و ترسیل زر ڈاکخانہ کے قواعد کے موافق شیخ یعقوب علی ایڈیٹر و پرائٹر الحکم امرت سر کے نام ہونی چاہیئے - اور انہی کی دستخطی رسید وغیرہ مصدقہ ہوگی +

۴ - اعلیٰ درجہ کے مضامین کا معقول معاوضہ دیا جائیگا + خلاف تہذیب اور ایسے اشتہارات جنکی نسبت الحکم کو سچی ہونیکا تجربہ نہ ہوجاوےگا - اجرت پر بھی چھاپے نہ جائینگے + ایڈیٹر

شرح قیمت حسب ذیل ہے

سالانہ ... ... ششماہی

۵ - گورنمنٹ اور والیان ریاست ... ...

روسا ... ...

خاص اور معاونین سے امید معاونت ... ...

عام خریداران سے ... ...

۶ - پابندی کی کوئی شرط نہیں اور نہ شرح مابعد پر کسی کے نام اخبار جاری ہوگا پانچواں نمبر بغیر وصول قیمت ہرگز نہ ہوگا +

۷ - ایک ماہ کے اندر جن حضرات سے قیمت وصول نہ ہوگی انکو نام اخبار بند کرکے چھ ماہ کی قیمت کا مطالبہ ہوگا - بلکہ چھ ماہ سے کم کیلئے کسی کے نام اخبار جاری نہ ہوگا +

نمبر ۴ | امرت سر - ۱۶ نومبر ۱۸۹۷ء عیسوی + | جلد ۱

ایڈیٹوریل

میاں محمد حسین بٹالوی کا ہم سے خطاب

اور

ہمارا مختصر سا جواب باصواب

نہ گفتن بمارد با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

میاں محمد حسین بٹالوی اپنے اشاعۃ السنہ میں کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی پیرایہ میں ہمکو بھی یاد ہی کر لیتے ہیں - اسکی وجہ یہہ ہے کہ چونکہ ہمکو ایک عرصہ سے آپسے نیاز حاصل ہے (یہہ نیاز نیاز شاگردانہ نہیں کیونکہ میاں صاحب استادانہ دعوی کو بڑی فخر سے بیان کیا کرتے ہیں) اور عام طور پر بھی جب کبھی ایسے ملنے کا موقع ہوتا ہے - تو ہم انکو انہیں محبت کی غرض سے اللہ تعالے کے قائم کردہ مشن کیطرف بلاتے رہتے ہیں - اور اس معاملہ میں انسے خوب گفتگو ہوتی رہتی ہے - گو بعض مواقع پر تیز بھی ہوجاتے ہیں لیکن ہم پھر بھی اتمام حجت پوری ہی کر دیتے ہیں - اسی عادت کے موافق آپنے اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۶ کے دوسرے پیرگراف میں ہمکو مخاطب کیا ہے - اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ انکے اس خطاب کا جواب بھی عام طور پر بذریعہ اخبار ہی شایع کریں - اور مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے اس پیرگراف کو درج کریں جو انہوں نے ہمارے خطاب میں تحریر کیا ہے - وھو ھذا

خاکسار کا میعاد ایک سال کو منظور نہ کرنا - اور فوراً عذاب دکھانیکا مطالبہ کرنا - یا میعاد ضروری ہو تو صرف تین دن کی میعاد منظور کرنا - اسوجہ سے نہیں کہ میں آپکے الہام سے ڈر گیا ہوں - اگر میں آپکے الہام سے ڈرتا تو آپسے یہہ سلوک و خدمت گذاری نکرتا جو عرصہ پانچ سال سے کر رہا ہوں بلکہ اسوجہ سے ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں آپ بہت سے انسانی منصوبوں اور چند بد معاش مریدوں کی سازشوں سے جسکو چاہیں قتل کرا سکتے ہیں چنانچہ عبد اللہ آتھم کیلئے ایسا کیا (جسکا عبد اللہ آتھم کو دعوی تھا) اور بقول ہندوؤں کے لیکھرام کیلئے بھی آپنے ایسا کیا - اور یہہ امر بنظر آپکی فریب بازیوں اور حیلہ سازیوں کے کچھ بعید نہیں ہے - اگرچہ اس پر ظاہری کوئی دلیل ابتک قائم نہیں ہوئی - اور تین دن تک اپنی حفاظت آپکے خونی قاتلوں سے ہر کوئی کر سکتا ہے گھر میں چھپکر یا کہیں قفل لگا کر کے امرتسر کے ایک اخبار کے ایڈیٹر یعقوب حواری الہامی قاتل صاحب بولیں نے ہماری عدم منظوری شرط ایک سال کو گریز قرار دیا تھا اب بھی ہماری یہہ دلیل سنکر اسکو گریز کہینگے؟ کیا ان کے نزدیک ایسے اقبالی خونیوں کے دست ظلم سے اپنی جان کی حفاظت نہ کرنا اور سال بھر تک اسکو سازشوں کا موقع دینا عقلمندی کا کام ہے؟ تم کلامہ +

مندرجہ بالا خطاب کا جواب دینے سے پیشتر اور انکی ماہیت پر ریویو کرنے سے پہلے انکی قابل رحم حالت پر افسوس کرتے ہیں - ہم شیخ محمد حسین صاحب کو متوجہ کر کے کہتے ہیں کہ وہ اپنی ان ارقام کردہ سطور پر اب ہماری خاطر ہی سہی - پھر نظر کریں اور دیکھیں کہ ان میں معقولیت اور تہذیب سے کہانتک کام لیا گیا ہے - ہمکو نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ شیخ بٹالوی قرآن کریم کا حافظ ہونیکا پر تو دعویٰ کیا کرتا ہے (اور وہ بھی خدا جانے کہانتک صحیح ہے) لیکن اسکے معانی اور مطالب پر اسکی ذرا بھی نظر نہیں اور یا اگر نظر ہے تو اسکی عظمت و صداقت کا قائل نہیں - کیونکہ جس حال میں وہ حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمن کو معاذ اللہ کافر اکفر اور اپنے دعاوی میں کاذب سمجھتا ہے اور اپنے تئیں مومن - صادق پھر کیا اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ لن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا یعنے کافر مومنوں پر ہرگز راہ نہ پاسکینگے - اس کے لیے نہیں - اور اگر میاں محمد حسین کو خدا اور اسکے وعدوں کی عظمت اور صداقت پر ایمان تھا یہہ نہیں سمجھتے وہ ایک ایسے شخص سے مقابل آئیے

کیوں ڈرتا ہے جبکو وہ دنیا بھر کے کاذبوں سے بڑھکر کاذب قرار دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں اور طاقتوں پر ایک عاجز انسان کی منصوبے اور ہتکنڈے غالب آسکتے ہیں؟ ہم اس مقام پر اپنے ناظرین کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں - اور ان لوگوں کو جو میاں محمد حسین کی تعریفوں میں انکو آسمان پر چڑھایا کرتے ہیں متوجہ کرتے ہیں کہ وہ ذرا تھوڑی دیر کیلئے شیخ صاحب کے اس کلام پر غور کریں اور ضرور غور کریں +

خدا کی ہستی پر ایمان رکھنے کا معترف مومن - مولوی قوم کے لیڈر اور کہاں تک اللہ تعالیٰ کو لا انتہا طاقتوں کے ساتھ قادر مطلق ماننے کا مدعی محمد حسین اپنے عاجز حریف مرزا غلام احمد کے منصوبوں اور ہتکنڈوں (ھذا بہتان عظیم) سے ڈرتا ہے - اجی شیخ صاحب! اسی ہستی پر دعوے اسلام کا ہو اور ہادی قوم ہونیکا کیا جاتا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کی ذرا بھی عظمت آپ کے دل پر محسوس نہیں ہوتی +

دیکھو ایک طرف یہہ مدعی ایمان و علم دوسری طرف وہی عاجز مرزا جو محمد حسین اور اسکے متبعین علماء کے خیال میں اکفر اور اکذب الکذب (نقل کفر کفر نباشد، العیاذ باللہ) اور بخیال ان لوگوں کے دہریہ ہے اپنے مخالفوں کو کس دعوے اور اعتماد کلی سے پکارتا اور بلاتا ہے - اور پھر کہتا ہے کہ کیا کوئی ہے جو میرے سامنے آوے؟ اور آسمانی نشانوں ہاں ان علامات اور نشانات کے ساتھ جو مومنوں کیلئے مخصوص ہیں میرا مقابلہ کرے؟ مگر یہہ بودے اور بزدل جنکو برائے نام اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہے کچھ ادھر بودے عذروں رکیک اور نامعقول حجتوں کو لاتے ہیں اور مقابلہ سے منہ چھپاتے ہیں - اگر ایسے ہی کاذب اور کافر ہوتے ہیں تو پھر خدا کیواسطے بتلاؤ کہ مومن اور عالم ربانی کن کا نام ہے - ایسے جھوٹوں کے ایمان اور استقلال پر کیوں رشک نہ آئے کیوں ایسے جھوٹوں پر انسان اپنا جان و مال قربان کرنے کو تیار نہ ہو جائے؟ ماشاء اللہ کسقدر استقامت اور استقلال ہے - اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر کسقدر اعتبار اور ایمان ہے؟ کہ مخالفوں کو اپنے مقابلہ پر بلاتا اور پھر اپنی فتح کی بشارت سناتا ہے - ای امام الوقت کی انا [illegible] الفتح !! اگر اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکے صادق الوعد ہونے پر تمہیں اعتبار اور یقین ہے - اگر تم مرنے کو یقین جانتے ہو تو آؤ اس ضد کو چھوڑو - اور تلافی مافات کیلئے اللہ کے حضور سجدے کرتے ہوئے گر پڑو کہ ابھی وقت ہے - کیا تم نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو [illegible] ہے ہو کیونکر برداشت کر رہا ہے اور آئے دن اسپر اپنے فضل و انعام [illegible] کر رہا ہے •

[illegible] آپ کی اندرونی اور ایمانی حالت کا اندازہ ہو گیا کیا

ایسی دلیلوں پر ہمسے جواب طلب کرتے ہیں :-

اب ہم شیخ صاحب کی دلیل پر مختصر طور پر رائے زنی کر کے اس مضمون کو ختم کر دینا چاہتے ہیں - شیخصاحب نے ایک سال کی میعاد منظور نہ کرنیکے لئے سب سے بڑی دلیل یہی دی ہے کہ وہ ایکسال کے اندر اپنی سازش سے انہیں یا جسکو چاہیں قتل کرا سکتے ہیں - یا اللہ کیا اس شخص کے عقل و ہوش پر پردہ ہی پڑ گئے - کوئی انسے پوچھے کہ پانچسال سے آپنے علم طغیان و مخالفت بلند کیا - آپ ایمانا کہیں کہ اس پانچسال کے عرصہ میں آپ پر کسقدر حملے ہوئے؟ کتنے مریدوں نے آپ پر چھاپا مارا؟ اور آپ کے گھر گھس آئے؟ اور پھر ان پانچسال کے اندر جسقدر آپکو مخالفت کی ہے وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں بلکہ آپکو سب مخالفوں سے بڑھکر مخالف ہونیکا دعوی ہے - اور جب ان پانچسال کے اندر کوئی حرکت اس قسم کی مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے سرزد نہیں ہوئی تو پھر آپکا یہہ عذر رکیک محض افترا اور حضور مقدس کی برگزیدہ جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی نہیں تو کیا ہے - اگرچہ بحیثیت مرید ہونے ہر مرید کو حق حاصل ہے کہ وہ آپسے قانونی جواب طلب کریں مگر ہم کسی کو یہہ رائے ہرگز نہ دیں گے اور نہ یہہ مناسب ہے ہی اللہ تعالیٰ خود ہی آپ لوگوں کی حقیقت کو طشت از بام کر رہا ہے +

پھر شیخصاحب نے اپنی اس بے معنی دلیل کو موکد کرنے کیلئے آپ آتہم کا رونا رویا ہے اور کہا ہے کہ ان کیلئے ایسا کیا گیا اسکا اول جواب لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے دوم افسوس ہے آپ جیسے مخالف کی موجودگی میں آتہم صاحب نے باوجود خود قانون دان ہونے اور اپنے اعزا و احباب کے قانونی ذمہ داری کے عہدوں پر مامور ہونے اور بیحد رسوخ رکھنے پر بھی کبھی اس قسم کی رپورٹ یا اطلاع پولیس میں نہ کرائی - اس لئے یہہ عذر فضول اور محض اتہام ہے - علی ہذا القیاس لیکھرام کے قتل کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ لیکھرام کا قاتل پکڑا گیا ہے خدا کرے ایسا ہو تا کہ جھوٹوں کی روسیاہی کیلئے اور بھی اصلیت کھل جاوے +

تیسرا [illegible] جواب ہے کہ خود ہی اسی دلیل کے ضمن میں آپنے کہدیا ہے کہ بہ نظر آپ کی فریب بازیوں اور حیلہ سازیوں کی کچھ بعید نہیں ہے اگرچہ ظاہری دلیل کوئی ابتک قائم نہیں ہوئی شیخصاحب برے شرم اور غیرت کی جا ہے کہ جس شخص کی فریب اور حیلہ سازی پر ابتک یعنی اوسکے ادعائے الہام سے لیکر یا اوسکی پیدائش سے لیکر ابتک (بہر دو صورت مفہوم اور آل واحد ہے) کوئی ظاہری دلیل قائم نہیں ہوئی پھر اوسپر الزام لگانا کیا یہہ شیخی شرافت ہے؟ ہم آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقوی اور راستبازی اسکا نام ہے؟ کہ بلا وجہ کامل و ثبوت ظاہر کسی پر ایسا اتہام لگایا جاوے جسکی اصل نہو؟ شرم! شرم!! شرم!!!

ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اون مقامات اشاعۃ السنہ کو پیش کرتے جو سیدنا مرزا صاحب کی ذات بابرکات کے متعلق آپ نے سنین گذشتہ میں ریویو براہین کے زمانہ میں لکھے تھے لیکن خود اسی نمبر میں آپکا سارا تار و پود درہم گیا اور حق بر زبان جاری والا معاملہ ہو کر رہا - اور ..... الخراب کو ماننا پڑا اب شیخصاحب ہمسے کیوں پوچھتے ہیں خود ہی اپنے کانشنس سے جواب طلب کریں کہ اسقدر اتہام باندھ کر بھی وہ گریز نہیں کرتے تو کیا ہے؟

بالآخر ہم پھر ایکبار اپنی درماندہ قوم کو مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں کہ او اسلام کے فدائیو! کیا تمہاری امیدیں ایسے ہی لوگوں کے ساتھ وابستہ ہیں جو ایک شخص کو کافر مان کر بھی اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اور لا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون ان کنتم مومنین پر ایمان رکھکر اوسے آپ کو صادق سمجھکر بھی اس کافر اور کاذب کے مقابلہ سے ڈرتے اور بیجا حجتوں سے ٹالتے ہیں؟ کچھ تو انصاف کرو - اگر اپنے لئے نہیں تو اسلام ہی پر رحم کرو - اور اس صادق - مامور من اللہ بزرگ کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرنے سے باز آؤ - استہزا کرنیوالوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا + اسلام اور اہل اسلام پر بیرونی دشمنوں کے حملے کیا کم تھے جو تم آپ ہی اسپر حملہ آور ہونے لگے اس بار ور اور ثمر دار شجر کے سایہ تلے آؤ - جو بمصداق کمثل شجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء ثمرات عرفانی دینے کو ہر دم تیار ہے - اور اب ہم ایڈیٹر اشاعۃ السنہ سے صرف اتنا کہکر کہ شیخصاحب اب خود اندازہ کریں کہ ایمان میں کامل اور صادق کون ہے؟ حق کسکے ساتھ ہے اور وہ شخص جسکو خدا نے برگزیدہ کیا اور جو وعدہ کے موافق دنیا کو روشنی اور ہدایت پہنچانے کیلئے آیا آپکے خیال میں مفتری (ھذا بہتان عظیم) ہے یا آپکی غلطی کی افسوس آپ اسکی قدر نہیں کرتے اور اس سے استفادہ نہیں اٹھا سکتے - اللہ آپ پر رحم کرے - آخر میں خود اسی صادق کے شعر پر جو آپ ہی کو مخاطب کر کے نہایت پر سوز دل سے کہا گیا ہے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ ٹھنڈے دل سے اسے سوچیں گے +

جانم گداخت در غم ایمانت ای عزیز
واین طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

سیّدنا مرزا صاحب کی خدمت میں ایک بزرگ کی معذرت پر

سراج الاخبار جہلم کے دُوراندیش کی کوتاہ نظری پر ایک اجمالی نظر

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کو دیکھکر جو اُسکی برگزیدوں اور صادق لوگوں کی تائید میں آسمان سے ظاہر ہوتی ہیں شکر کے سجدے کرتے ہوئے اٰمنا وصدقنا کہکر فاکتبنا مع الشّٰھدین کی دلآویز صداؤں سے بول اُٹھتے ہیں اور قابل رحم ہے وہ جماعت جو آسمانی نشانوں اور تائیدی بشارتوں کو دیکھکر بھی جو اپنی نوعیت اور حیثیت میں کھلے کھلے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ شک و شبہہ کی تاریک عینک لگاکر ظنون فاسدہ کی گڑھے میں جو درحقیقت چاہ ہلاکت ہوتا ہے گر پڑتی ہے +

اگر چشم انصاف اور دیدہ دُوربین میں کسی قسم کا فتور نہ ہو تو ممکن نہیں کہ حق کی تیز شعاعیں اور صداقت کی چمکدار روشنی کسی اہل بصیرت کو دھندلی نظر آئے + جیسا کہ فطرتی قانون ہے کہ آفتاب کی روشنی اور اشیاء کی پوری ہیئت و ماہیت اُن لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے جنکی ظاہری اور جسمانی آنکھ پھوٹ گئی ہو۔ اسی طرح پر رُوحانی دُنیا میں وہی لوگ کوتاہ بین اور امور حقہ کی کیفیت سے کم آگاہ ہوتے ہیں جنکی بصیرت میں کمی ہے اور روحانی نظر کم ہے +

حضرت اقدس امام الزمان نے چودھویں صدی کے اقراری مجرم کی نسبت جو نشان ظاہر کیا تھا وہ اپنے معنوں کے موافق پورا ہو کر اہل بصیرت اصحاب کیلئے باعث ازدیاد عرفان ہوا لیکن ابھی بعض کم نظر اپنی کمزوری کی وجہہ سے اُسپر چون وچرا کرتے ہیں۔ ہم نے کسیقدر اجمال سے اُسپر کسی دوسرے مقام پر اُس بزرگ کی معذرت مندرجہ چودھویں صدی کو شائع کرتے وقت بحث کی ہے اور مفصل بحث کو کسی دوسری اشاعت تک ملتوی کرتے ہیں جبتک کہ ہمارے امام کیطرف سے کوئی اشتہار شائع ہو۔ لیکن سراج الاخبار جہلم کے کسی نامے دُوراندیش نامہ نگار نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں ہم اُنپر مناسب ریمارک ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ بعض کمزور لیکن مستعد طبیعتوں پر اُسکا بُرا اثر نہ پڑے۔ اِسلئے پہلے دوراندیش صاحب کے خیالات کو بعینہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ پھر اُسپر رائے زنی کرینگے اور وہ یہہ ہیں:۔

مرزا صاحب کی خدمت میں ایک بزرگ کی معذرت

پرچہ اخبار چودھویں صدی مطبوعہ ۸۔ نومبر ۱۸۹۷ء میں ایک بزرگ شخص کا معافی نامہ مرزا صاحب قادیانی کی طرف دیکھا گیا جسپر بحیثیت مسلمان ہونیکے مجھکو ایک گونہ فرحت اور طمانیت حاصل ہوئی کہ دو مسلمان بھائیوں میں صلح ہو گئی الصلح خیر اور کدورت رفع ہو گئی۔ مگر اس موقع پر پبلک کے ذہن اور خیالات میں جو شبہات عارض ہوتے ہیں اگر وہ رفع ہو جاویں تو اس صلح کی رونق دوبالا ہو جائیگی اِس موقع پر مرزا صاحب کا اِشتہار اِس بزرگ کی نسبت قابل ملاحظہ ہے اوس میں صاف درج ہے کہ اِس بزرگ کی معافی اوس وقت ہوگی کہ جب وہ قادیان میں حاضر ہو کر معافی مانگے ہو جب فیصلہ اوس اِشتہار کے پبلک ہرگز خیال نہیں کرسکتی کہ یہہ معافی نامہ جو ایک گمنام شخص کی طرف لکھا گیا ہے مرزا صاحب کافی خیال کریں یا انکی پیشینگوئی کا پورا مدعا حاصل ہو گیا اوس میں شرط ہے کہ قادیاں میں وہ بزرگ مجمع عام میں معافی کا خواستگار ہو۔ علاوہ اوسکے اِس بزرگ نے اپنا نام و منصب یا پتہ کچھ نہیں بتایا کہ وہ کون ہے جبتک یہہ پبلک پر ظاہر نہو کہ وہ بزرگ ذی وقار اور لائق اعتبار ہے تب تک مرزا صاحب کی پیشینگوئی کی کچھ وقعت نہیں ہوتی بلکہ بادی النظر میں عوام کو یہہ خیال ہے کہ یہہ بزرگ شاید کوئی ادنیٰ آدمی بزدل۔ ڈرپوک۔ مذبذب فی المذہب اور ڈھلمل یقین ہے کیونکہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر اِس بزرگ نے مرزا صاحب کی نسبت وہ شعر پڑھا تھا تو اوسکی کیا خیالات تھے اور مرزا صاحب کے کِن حرکات کو اوس نے ناجائز اسفاہ [illegible] شروع سمجھا تھا اب صاف ظاہر [illegible] عرصہ قلیل میں [illegible] گویا کمال روحانی مرزا صاحب کا اُنکو نظر آگیا جو یہہ معتقد ہو گیا جا بجا خلق میں اخبار کا [illegible] میں مرزا صاحب نے کوئی اپنی نئی تصنیف شائع نہیں فرمائی اور نہ اُنکا کوئی الہامی یا کرامت یا خرق عادت ظہور میں آیا ہے جسکے مشاہدہ سے اِس بزرگ کو اُنپر ایمان لانا پڑا جو اوصاف یا کمالات مرزا صاحب میں اُسوقت موجود تھے وہی عادی اور وہی اوصاف اب بھی اون میں پائے جاتے ہیں چونکہ معافی نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ بزرگ پہلے بھی مرزا صاحب کا معتقد تھا اسواسطے ضرور ہے کہ اوس نے مرزا صاحب کی تصانیف کو پوری طرح دیکھا ہو [illegible] اسلئے یہہ ایسا معافی نامہ ایک مجنون کی سی بڑ اور حرکت ہے [illegible] کبھی خوبخود ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے اور [illegible] نہ ایسے شخص کا انکار اور اقرار ہر دو فعل قابل اعتبار ہیں [illegible] بے وجہ منکر ہو جاتا ہے اور پھر ذراسی دھمکی سے جلدی [illegible] اگر مرزا صاحب نے اس بزرگ کا پتہ اور منصب [illegible] اِس معافی کو منظور کر لیا تو یقیناً پبلک کو [illegible] ایک بناوٹ معلوم ہوگی اور مرزا صاحب کی [illegible] ظاہر نہ ہو سکیگی +

راقم ایک دوراندیش

مندرجہ بالا خیالات کو بنظر غور مطالعہ کرنے [illegible] ہے کہ اگر دُوراندیش صاحب اخبار چودھویں صدی کو بھی دیکھ لیتے جس میں مرزا صاحب کی اِس پیشگوئی [illegible] کیا گیا تھا۔ تو اُنکو اسقدر تکلیف نہ ہوتی۔ اِس بزرگ [illegible] دُوراندیش صاحب ادنیٰ آدمی۔ بزدل۔ ڈرپوک۔ مذبذب فی المذہب قرار دیتے ہیں، کی وجاہت۔ ریاست۔ اتقا [illegible] اور وقار کی تعریف چودھویں صدی میں مفصل درج ہے۔ جسکو اسکے اعادہ کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں۔ دوراندیش صاحب اِتنا بھی نہیں جانتے کہ شائل۔ یا امکان کوئی دلیل قابل تسلیم نہیں ہوا کرتی۔ علاوہ اسکے چودھویں صدی کے ایڈیٹر نے بجائے خود ظاہر کر دیا تھا۔ کہ وہ بزرگ ایک بڑی جاہ [illegible] کا مالک گورنمنٹ کے سامنے معزز۔ وجیہ۔ قوم کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ عام لوگ [illegible] معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے [illegible] کو شک ہے تو وہ چودھویں صدی پڑھ کر دیکھ [illegible]

ادہام - ہو تو پھر ایڈیٹر چودھویں صدی سے پتہ پوچھئے اور ہم اس بزرگ کی راستبازی اور تقوی شعاری سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ لوم لائم کی پرواہ نہ کرکے سلک میں اپنا نام ظاہر کردینگے گو ہم جانتے ہیں اور بہت لوگ جانتے ہیں مگر جب تک وہ ظاہر کریں ہم بھی مناسب نہیں سمجھتے +

اس امر کا جواب کہ وہ جن حرکات مرزا صاحب کو خلاف شرع سمجھتے تھے وہ اب بھی موجود ہیں صرف اس قدر ہی کہ انکی معذرت کو مکرر پڑھنے کی تکلیف گوارا کیجائے کیونکہ اس میں صراحتہً لکھا ہے کہ وہ بہت ہی کچھ قبولیت کے قریب تھے مگر ان کو ایسے الزام لگاکر مرزا صاحب سے بدظن کرنے کی کوشش کیگئی لفظ یہہ نہیں مفہوم یہہ ہے تاکہ کوئی صاحب ظاہر پرست لفظوں پر نہ اڑے - اور پھر انکی اپنی تحقیقات میں وہ الزام باطل ثابت ہوئے اور جیسا کہ ان کا بیان ہے انکا دل تڑپ اٹھا اور اندر سے معافی مانگنے کیلئے آواز آئی اور یہہ کہنا کہ جب تک وہ قادیان میں جاکر حضور امام میں معافی نہ مانگے معافی نہ سمجھی جائیگی عجیب عقلمندی ہے - اول اس نے اس امر کی نفی نہیں کی کہ میں قادیان نہیں آتا - بلکہ وہ شروع خط میں لکھتا ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا قادیان کے مقام پر گویا پہنچکر، علاوہ ازیں جب تک وہ وہاں جانے سے انکار نہ کرے تب تک ایسا کہنا دور اندیشی نہیں ہے اور بذریعہ اخبار معافی کا شائع کرنا اس سے بڑھکر مجمع عام کیا ہوگا؟ گویا بزرگ صاحب نے علے روس الاشہاد اپنی غلطی کا اعتراف کرکے آپ اللہ تعالیٰ کی راہ پر قدم مارا اور اوروں کیلئے ہدایت کا راستہ کھولدیا +

الغرض دوراندیش صاحب نے جو کچھ اب تک ظاہر کیا ہے یا انکی کمی تدبیر کا نتیجہ ہے اور جلدبازی کا باعث ورنہ اگر وہ بھی ٹھہرتے اور صبر کرتے تو کل حقیقت ان پر کھل جاتی - بہرحال اگر وہ سچ کے طلبگار ہیں تو طلبگار رہیں اور حصول پر عمل رکھیں اور ہمارے اس مضمون کو ذرا غور سے پڑھیں جو مختصر طور پر ان کے خیالات کی اصلاح کے واسطے لکھا ہے +

ہم کو خانگی طور پر یہہ بھی معلوم ہو گیا ہے

کہ اس نیک نے قادیان میں

حاضر ہونے کا بھی

وعدہ کیا ہے

مخالفان امام الزمان پر ایک حجت

یا

ندائے حق کی مخالفت میں ہیبت

اور

ایک عظیم الشان پیشین گوئی کی صداقت

پلٹے کیا کیا زمانہ کھاتا ہے ✿ رنگ کیا کیا فلک دکھاتا ہے
جوش بیجا میں خاک کا پتلا ✿ اپنی ہستی بھی بھول جاتا ہے

پچھلے دنوں جب حسین کامی بے آفندی (جو سفیر روم کہا گیا تھا) اپنی بیجا خواہش ظاہر کرکے دارالامان قادیان میں پہنچا تھا اس وقت امام الزمان نے اپنی تبلیغ کے دوران میں اور اسکی بعض باتوں کے جواب میں سلطنت ٹرکی کے بعض ارکان کی روحانی حالت قابل رحم بتلائی تھی اور گورنمنٹ انگلشیہ کے مبارک عہد کو روئے زمین کی جملہ سلطنتوں پر ترجیح دی تھی حضرت اقدس کی ان بے لاگ اور صاف باتوں سے جل بھن کر سفیر صاحب نے اپنی اندرونی حالت کا چربہ ناظم الہند میں اتارا اور خود اپنی ہی عملی حالت سے ثابت کردیا تھا کہ فی الواقع رومی سلطنت کے بعض ارکان کی روحانی حالت قابل علاج ہے ورنہ ایک شریف النفس - خداترس انسان جو پہلے ایک شخص کو ہادی دستگیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے پھر اسکی توہین میں یک بہ یک قلم نہیں اٹھاتا الغرض سفیر صاحب کی ملاقات کے حالات جب امام الزمان نے بذریعہ ایک اشتہار طشت ازبام کئے - تو دل کے بیمار مسلمانوں نے جو کچھ اس برگزیدہ مامور من اللہ کی شان میں گستاخیاں کیں ہم انکا اعادہ ضروری نہیں سمجھتے لیکن اتنا کہیں گے کہ یہہ مصلح الزمان صرف سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا کہ اس نے گورنمنٹ انگلشیہ کے مبارک عہد پر فخر کیا تھا انہیں دنوں میں جبکہ آنحضرت پر طعن و تشنیع کی بوچھار ہو رہی تھی ایک بزرگ نے حضرت کی شان میں مولانا روم علیہ الرحمہ کا یہہ شعر پڑھا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✿ میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور چودھویں صدی راولپنڈی نے نہایت بیباکی اور جرأت سے اس پر نمک مرچ لگاکر اپنے اخبار میں شائع کیا سیدنا مرزا صاحب کی شان میں یہہ شعر اکثروں نے پڑھا اور کئی بار پڑھا - مگر اس بزرگ نے ایسے موقع پر پڑھا کہ وہ خود ہی اسکا مصداق ہو گیا +

اللہ اللہ کیا شان ہے کہ جس تیر ملامت کا نشانہ وہ خدا کے برگزیدہ کو بنانا چاہتا تھا خود ہی اسکا نشانہ ہوا اور اسکی صداقت کا معیار بنا +

اس پر سیدنا مرزا صاحب نے بذریعہ اعلان عام شائع کردیا کہ خدا تعالیٰ اس بزرگ کی پردہ دری کریگا - اور اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک میعاد مقرر کی - اس پر چودھویں صدی نے جو کچھ لکھا ہم ان کو کسی دوسرے وقت پر چھاپنے کے طور پر لکھینگے بہرحال بہت کچھ چنیں اور چناں ہوئی لیکن کلام

جَاۤءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

وہ پیشین گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل فتح کی بشارت کامیابی کی سچی امید - حریف مقابل کی پردہ دری پر مشتمل تھی اپنی پوری شوکت اور جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور بقول سیدنا مرزا صاحب ؎

پیشین گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجیب ایک تماشہ ہوگا
جھوٹ سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صادقوں کی صداقت کا بین نشان اور مخالفوں کی ذلت کا باعث قرار پاگئی کیا نادان قوم ابھی تک اس پیشگوئی الہام سے بیخبر ہے کہ خدا زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ خدا اپنی چمکار دکھلا رہا ہے - اور ہر نشان اسکی صداقت کیلئے عطا کر رہا ہے فی الحال ہم اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے کہ اس بزرگ کا جو خط ۱۸۹۷ء کے چودھویں صدی میں شائع ہوا ہے اسکو بلا کم و کاست درج کردیں ہم کو یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بزرگ نے ایک خط بغرض اشاعت قادیان دارالامان میں بھی بحضور مسیح الزمان بھیجکر گذارش کی تھی کہ وہ خط چھاپا جائے لیکن حضرت نے واپس کردیا کہ خود ہی چھپوا دو بہرحال اس

اوہام نہ ہو تو پھر ایڈیٹر چودھویں صدی سے بیشتر پوچھئے اور ہم اس بزرگ کی راستبازی اور تقوی شعاری سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ لوم لائم کی پرواہ نہ کر کے سلک میں اپنا نام ظاہر کر دینگے گو ہم جانتے ہیں اور بہت لوگ جانتے ہیں مگر جب تک وہ ظاہر کریں ہم بھی مناسب نہیں سمجھتے +

اس امر کا جواب کہ وہ جن حرکات مرزا صاحب کو خلاف شرع سمجھتے تھے وہ اب بھی موجود ہیں صرف اس قدر ہے کہ اسی معذرت کو مکرر پڑھنے کی تکلیف گوارا کیجائے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ وہ بہت ہی کچھ قبولیت کے قریب بھی مگر ان کو ایسے الزام لگا کہ مرزا صاحب سے بدظن کرنے کی کوشش کیگئی لفظ یہہ نہیں معلوم یہہ ہے تا کہ کوئی صاحب ظاہر پرست نفظوں پر نہ اڑے۔ اور پھر انکی اپنی تحقیقات میں وہ الزام باطل ثابت ہوئے اور جیسا کہ ان کا بیان ہے انکا دل تڑپ اٹھا اور اندر سے معافی مانگنے کے لئے آواز آئی

اور یہہ کہنا کہ جب تک وہ قادیان میں جا کر مجمع عام میں معافی نہ مانگے معافی نہ سمجھی جائیگی عجیب عقلمندی ہے۔ اول اس نے اس امر کی نفی نہیں کی کہ میں قادیان نہیں آتا۔ بلکہ وہ شروع خط میں لکھتا ہے کہ بذریعہ عریضہ ہذا قادیان کے مقام پر گویا پہنچکر، علاوہ ازیں جب تک وہ وہاں جانے سے انکار نہ کرے تب تک ایسا کہنا دور اندیشی نہیں ہے اور بذریعہ اخبار معافی کا شائع کرنا اس سے بڑھکر مجمع عام کیا ہوگا؟ گویا بزرگ صاحب نے علی رؤس الاشہاد اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آپ اللہ تعالیٰ کی راہ پر قدم مارا اور اوروں کیلئے ہدایت کا راستہ کھولدیا +

الغرض ورا اندیشر صاحب نے جو کچھ اب تک ظاہر کیا ہو یا انکی کمی تدبر کا نتیجہ ہے اور جلدبازی کا باعث ورنہ اگر وہ تھوڑا پیرا اور صبر کرتے تو کل حقیقت ان پر کھل جا۔ بہرحال اگر وہ سچ کے طلبگار ہیں تو طلبگار مقصود حصول پر عمل رکھیں اور ہمارے اس مضمون کو ذرا غور سے پڑھیں جو مختصر طور پر ان کے خیالات کی اصلاح کے واسطے لکھا گیا ہے

ہم کو خارجی طور پر یہہ بھی معلوم ہوگیا ہے
کہ اس بزرگ نے قادیان میں
...

مخالفان امام الزمان پر ایک حجت

یا

ندائے حق کی مخالفت میں ہیبت

اور

ایک عظیم الشان پیشین گوئی کی صداقت

پلٹے کیا کیا زمانہ کھاتا ہے ٭ رنگ کیا کیا فلک دکھاتا ہے
جوش بیجا میں خاک کا پتلا ٭ اپنی ہستی بھی بھول جاتا ہے

پچھلے دنوں جب حسین کامی بے آفندی (جو سفیر روم کہا گیا تھا) اپنی بیحد خواہش ظاہر کر کے دارالامان قادیان میں پہنچا تھا اس وقت امام الزمان نے اپنی تبلیغ کے دوران میں اور اسکی بعض باتوں کے جواب میں سلطنت ٹرکی کے بعض ارکان کی روحانی حالت قابل رحم بتلائی تھی اور گورنمنٹ انگلشیہ کے مبارک عہد کو روئے زمین کی جملہ سلطنتوں پر ترجیح دی تھی حضرت اقدس کی ان بے لاگ اور صاف باتوں سے جل بھن کر سفیر صاحب نے اپنی اندرونی حالت کا چربہ ناظم الہند میں اتارا اور خود اپنی ہی عملی حالت سے ثابت کر دیا تھا کہ فی الواقع وہی سلطنت کے بعض ارکان کی روحانی حالت قابل علاج ہے ورنہ ایک شریف النفس۔ خدا ترس انسان جو پہلے ایک شخص کو ہادی دستگیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے پھر اسکی توہین میں یک بیک قلم نہیں اٹھاتا الغرض سفیر صاحب کی ملاقات کے حالات جب امام الزمان نے بذریعہ ایک اشتہار شائع کئے تو دل کے بیمار مسلمانوں نے جو کچھ اس برگزیدہ مامور من اللہ کی شان میں گستاخیاں کیں ہم انکا اعادہ ضروری نہیں سمجھتے لیکن اتنا کہیں گے۔ کہ یہہ مصلح الزمان صرف سب و شتم کا نشانہ بنایا گیا کہ اس نے گورنمنٹ انگلشیہ کے مبارک عہد پر فخر کیا تھا انہیں دنوں میں جبکہ آنحضرت پر طعن و تشنیع کی بوچھار ہو رہی تھی ایک بزرگ نے حضرت کی شان میں مولانا روم علیہ الرحمہ کا یہہ شعر پڑھا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ٭ میلش اندر طعنہ پاکاں زند

اور چودھویں صدی راولپنڈی نے نہایت بیباکی اور جرات سے اس پر نمک مرچ لگا کر اپنے اخبار میں شائع کیا سیدنا مرزا صاحب کی شان میں یہہ شعر اکثروں نے پڑھا اور کئی بار پڑھا۔ مگر اس بزرگ نے ایسے موقع پڑھا کہ وہ خود ہی اسکا مصداق ہوگیا +

اللہ اللہ کیا شان ہے کہ جس تیر ملامت کا نشانہ وہ خدا کے برگزیدہ کو بنانا چاہتا تھا خود ہی اسکا نشانہ ہوا اور اسکی صداقت کا معیار بنا +

اس پر سیدنا مرزا صاحب نے بذریعہ اعلان عام شائع کر دیا کہ خدا تعالیٰ اس بزرگ کی پردہ دری کریگا۔ اور اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک میعاد مقرر کی۔ اس پر چودھویں صدی نے جو کچھ لکھا ہم ان کو کسی دوسرے وقت اجمالی طور پر لکھیں گے بہرحال بہت کچھ چیں بچیں اور حیران ہوئی لیکن آخر کلام

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

وہ پیشین گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل فتح کی بشارت کامیابی کی سچی امید حریف مقابل کی پردہ دری پر مشتمل تھی اپنی پوری شوکت اور جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور بقول سیدنا مرزا صاحب ؎

پیشین گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہوگا
جھوٹ سچ میں ہے جو فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

صادقوں کی صداقت کا بین نشان اور مخالفوں کی ذلت کا باعث قرار پا گئی کیا نادان قوم ابھی تک اس نرالے انعام سے بیخبر ہے کہ خدا زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ خدا اپنی چمکار دکھلا رہا ہے۔ اور نشان پر نشان اسکی صداقت کیلئے عطا کر رہا ہے فی الحال ہم زیادہ اور کچھ لکھنا نہیں چاہتے کہ اس بزرگ کا جو خط ۸ نومبر ۱۸۹۷ء کے چودھویں صدی میں شائع ہوا ہے اسکو بکلم کاست درج کر دیں ہم کو یہہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بزرگ نے ایک خط بغرض اشاعت قادیان دارالامان میں بھی حضرت مسیح الزمان کو بھیجکر گذارش کی تھی کہ وہ خط چھاپ دیا جائے لیکن حضرت نے واپس کر دیا کہ خود ہی چھپواؤ بہرحال اس

اقوامِ عالم کے معبود اور اُنکی پرستش

نبو کو عطارد پر فوق دیتے ہیں۔ اُسے علم کا دیوتا کہتے تھے نینواہ کے شاہی کتب خانے میں رکھتے تھے۔ نبو کی بڑی بھاری کتاب ہے بعض قائم ستاروں کی بھی پرستش ہوا کرتی تھی۔ ژند اوستا میں جو پارسیوں کی مقدس کتاب ہے تستر یا سریس کا نائب ہندوں کے دیوتا اندر کی طرح مینہ برسانے والا اور اسم امر کا جو قحط سالی پیدا کرتا ہے بڑا دشمن خیال کیا جاتا تھا +

آسمان میں ستاروں کا ایک عجیب مجموعہ ہے جسے ثریا کہتے ہیں۔ جنوبی بحر الکاہل میں وسط دسمبر کو شام کے وقت حد افق میں نمودار ہوتا اور نئے سال کے آغاز کا گویا نشان ہوتا ہے۔ وہاں کی وحشی قومیں اُن ستاروں کو

جوتشی پنڈت کہہ دیتے ہیں کہ سعد لگن نہیں۔ ایسی جنتریاں جن میں سعد و نحس وقت کی نسبت لکھا ہوتا ہے بہت لکھے پڑھے اشخاص اپنے پاس رکھتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خیالات اس وقت پیدا ہوئے جب ستاروں کو دیوتا مانا جاتا تھا +

عناصر کی پرستش

زمانہ قدیم میں یورپ میں آگ۔ پانی۔ ہوا مٹی چار عناصر خیال کرتے تھے۔ مگر ہندوں کے نزدیک ایک عنصر اُنکے علاوہ اکاس یعنی آسمان ہے مغربی ایشیا کے بعض حصوں میں بھی اُنکی بہت تعظیم کیجاتی تھی۔ دیوتاؤں مندروں مورتوں کی پرستش کو لوگوں نے ترک کر دیا اور عناصر کی پرستش ہونے لگی۔ اور اُن سے مافوق اور کسی کو خیال نہیں کرتے تھے۔ ان کے پروہتوں کی بھی ایک قوم ہوتی تھی جنہیں مجی کہتے ہیں اور وہ فوق العادہ قدرتوں کا دعویٰ رکھتے تھے اسلئے اُنکے مذہب کو مجوسی کہتے ہیں +

پارسیوں کے مذہب کی بنا زیادہ تر مذہب مجوسی پر تھی

بھی معلوم نہیں۔ مگر بہت لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مسیح سے قریب ٦٠٠ برس پیشتر ہوا ہے کہتے ہیں کہ اُس نے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ ایک ہستی ایسی ہے جو ہمہ حسن و خوبی ہے جسے وہ آہر مزد کہتا تھا۔ ژند کی بولی میں آہر کے معنی خداوند اور آقا کے ہیں اور مزد کے معنی ہمہ دانا کے ہیں ابتدا میں آہر مزد کو ایسی ہی مانتے تھے جیسے ہندوستان میں دیوتا کو مانا کرتے تھے مگر زمانہ متاخر میں اُسکی ہستی کے ساتھ اُنہوں نے ایک اور ہستی کو جسے آہر من یعنی شیطان کہتے ہیں ایزاد کیا۔ اور اس بات کے سبب مقرر ہوئی کہ دونوں میں ہمیشہ آپس میں جنگ و جدال رہتی ہے +

آگ

آگ کی بھی بہت قدیم زمانہ سے پرستش جاری ہے رگ وید میں پہلا ہی جو اشلوک ہے اگنی دیوتا کیطرف خطاب کیا گیا ہے۔ اُس کا آغاز یوں ہے۔ اے اگنی تو جو قربانی کا الہی طرف سے مقرر کیا ہوا پروہت ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں + اگنی کی نسبت اندر سے نصف اشلوک مخاطب کر کے بیان کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگنی کو نسبت اندر کے دوسرے درجہ کا دیوتا مانتے تھے اور اُس کی وجہ یہہ قرار دیتے تھے کہ جب مکھن آگ میں ڈالا جاتا ہے تو وہ بڑھتا ہے اور اُسے زیادہ تر روشن بناتا ہے اسلئے وہ خیال کرتے تھے کہ یہہ مکھن بڑی عجیب شے ہے کہ جس سے اگنی کو اس قدر تقویت ہوتی ہے اور چونکہ اُسکا شعلہ اوپر کو اُٹھتا تھا اسلئے اس سے یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اشیاء جو اسکے ساتھ مخلوط کر کے اگنی میں ڈالے جاتے ہیں وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں مکھن کو اسقدر کثرت سے چڑھاتے تھے کہ اگر وید کے اشلوک کو جمع کیا جائے تو اُسے یہہ بخوبی معلوم ہوگا ہر کہیں اس طور سے خطاب کیا گیا ہے یہہ مکھن ہے ہمیں گائیں ملیں +

پارسی لوگ چونکہ آگ کی بہت پرستش کرتے ہیں اسلئے انہیں آتش پرست کہا جاتا ہے جیسے سابق بیان ہو چکا ہے یہہ مذہب مجوس سے لیا گیا ہے +

خانہ جنگی

(نمبر ۲)

ہیں کا فراور مکفر کی تعریف واضح کردی۔ مگر خانہ جنگی میں وہ بیچارہ کلمہ گو کافر کا کافر ہی رہا +

ساری دیکھی ہوئی یہہ گھاتیں ہیں
میرے ناخونوں میں یہہ باتیں ہیں
ہم کہاں آتے اس فریب میں ہیں
ایسے لاکھوں ہماری جیب میں ہیں

اللہ اللہ وہ دو فرقے جو صرف آمین کے اونچے نیچے پڑھنے پر مدت سے ایک دوسرے کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اب متفق ہوئے۔ مرزا کے کفر کو ہم آنریبل سرسید کے کفر سے کچھ کم نہیں کہیں گے۔ سرسید کے کفر نے تو بہتوں کو حج کرایا۔ اور مرزا صاحب کے کفر نے مقلد اور غیر مقلد کے دل ملائے۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس خانہ جنگی کی تیاری کے واسطے ایک کونسل میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں بیٹھی۔ اجلاس ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ایک خادم قوم بھی جا دھمکا۔ جناب مولوی رسل بابا صاحب کو جو اس وقت میر مجلس تھے مخاطب کیا "حضرت آپ جانتے ہی ہو۔ کہ آپ مرزا صاحب سے مباحثہ پر آمادہ ہیں مگر روک صرف اس بات کی ہے کہ حفظ امن میں خلل نہ آئے خواجہ یوسف شاہ صاحب انتظام کے ذمہ دار بنتے ہیں۔ خدارا۔ آؤ اس امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرو۔ کافہ انام کو کیوں ڈھیل یقینی میں لیتے ہو۔ یا تو ایک مسلمان کو کافر بناؤ یا اس کا پیچھا چھوڑو۔ آئے دن جھگڑا تو فیصل ہو" مولانا اس وقت مرد میدان بننا چاہتے تھے مگر اس وقت انکی مجلس میں کوئی مسلمانوں کی تخریب کا شائق بیٹھا ہوا باتیں بنانے لگا۔ اُسکی براہین ہیہ سوائے تخریب دین کے کچھہ اور منکشف نہ ہوتا تھا۔ کہا بحث کی شکل پیدا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اشتہارات سے مقصد محمول کرنا چاہیے جس کا نتیجہ کاتب کی چوتھی کتاب سے طشت از بام ہوا +

یہہ کونسل ایک عجیب سکھا شاہی کارخانہ کی تھی عوام الناس کو یہہ خیال تھا جس طرح اخوان الصفا نے ثبوت نبوت کے بحث میں فضیلت انسان کو کل حیوانات پر ثابت کیا ہے اسی طرح یہہ کونسل عنقریب کرام بھی تشکیک کرے عوام الناس کو مدنظر رکھہ کے اعتراضات کا جواب دیتی ہوگی مگر جب آئے دن اشتہار مولویوں کے کنکوؤں اور پتنگوں کی طرح اڑنے لگے تو ثابت ہوگیا کہ زید کا عناد بکر کے ساتھہ اسی قسم کا ہے جیسے لاالحب علی بل بغض معاویہ۔ کہتے ہیں مکرم معظم خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ وغیرہم نے بہتیرا چاہا کہ وہ لوگ جو امرتسر کی مجلس علماء اسلام کی کمیٹی کے ممبر ہیں ذرا سیدھے چلیں اور باہم فیصلہ کریں معاملات کو مدنظر رکھہ کے کبھی مکان کا کبھی انتظام کا کبھی جائے مباحثہ کا اگر ڈالتے رہے مگر یہ لوگ جنکا مبلغ علم اخویم کی تحریر پر محدود ہے جن کو اپنی تحریر کا اس قدر ناز ہے اور جو اپنے لکھے ہوئے رقعہ کا مضمون وہ خود ہی سمجھہ سکتے ہیں۔ نفس مضمون کو کب پکڑتے جب خواجہ صاحب مکرم نے یہہ وعدہ بھی دیا کہ جنگ مقدس کی طرح اس خانہ جنگی میں کیا مجال کہ بدتہذیبی۔ غیر مہذبی۔ بدمزگی یا بدرنگی پھیلنے پائے۔ اتنا وہ کہتے جانتے کہاں؟ جابجا ان ملاؤں نے مشہور کردیا کہ اب تو ٹیں پارٹی بھی مرزائی ہوگئی۔ حاجی میر غلام محمود صاحب نے محض اس خیال سے کہ عزیز اصحاب ایک عالم ہیں اور جنگ مقدس کے واسطے اسلامی ملکی فوج کے میجر جنرل بن کر آئے ہیں۔ اور انکی مقدس رجمنٹ میں بہت سے جری سپاہی ہیں اور آئے دن کل پنجاب سے حق جو والنٹیر آتے ہیں جس جگہ اس فوج کی چھاؤنی پڑی ہے وہ کمپ کیواسطے کفی نہیں اسلیے لاہم کا مقام انہی ہال رکھا جو سچ پوچھو تو ایسا کرنے سے انہوں نے برا کیا۔ اگر اس بات سے جو بنام مولوی مشہور ہیں اور جن کی تعریف مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی منکشف ہوتی ہے:

سر پہ دستار فضیلت کی بہت بھاری ہے
پیٹ ہے یا کہ کتب خانہ کی الماری ہے
چھتریاں انکی تھیں وہ سر پہ عمامے ان کی
دیتے جاروب سر خاک تھے جامے ان کے

بھرتے ہیں زمانہ میں فضیلت کا دم
شکوہ کس کس سے کریں اُن کے تکبر کا ہم
اُن کی نخوت ہے وہ نخوت کہ الہی توبہ
قوم پہ آئی ہے ان سے وہ تباہی توبہ

صاف بندوق کی گولی کی طرح گرم ہو[illegible] مرزا صاحب کیا ہیں جو مقابلہ میں آئیں ہم [illegible] دوں!! ماشاء اللہ چشم بد دور!! آپ فیضیاب!! آپ [illegible] نواز!! آپ منبع علم و مخزن فضل!! آپ سبھی کچھہ ہیں بے ادبی معاف، اتنا تو نہ ہوسکا کہ کاغذی گھوڑ دوڑ کا میدان چھوڑ کے ذرا سامنے آتے جب تو سارے انتظام کا ذمہ اپنے سرلیا۔ تو منتہم کرنے سے نہ چوکے جب بحث کا کافی انتظام ہوگیا تو میدان سے کوتیروں نے حکم یا قاضی یا منصفی یا ثالث بالخیر کی تجویز نکالی یہہ شائد اس غرض سے کہ نہ کوئی ایسا آدمی ہوگا نہ بحث ہوگی۔ افسوس اپھر افسوس!! اور پھر افسوس!!! یہہ علماء کا حال ہے کتب سیر میں لکھا ہے کہ جناب امام غزالی کے عہد میں ایک شخص کے دل کے اندر کچھہ شک پیدا ہوا وہ افریقہ کا باشندہ تھا۔ محض نیک نیتی سے امر حق کی تلاش میں کوئی چند ماہ کے بعد سپین پہنچا اور تسلی کی۔ یا اب یہہ مسلمان ہیں جنکا فرمان ہزاروں کا ایمان ہے جن سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اس شخص کو تو دیکھیں جو گھر بار چھوڑ کر سو پچاس آدمی ساتھہ لیکر مہینہ بھر یہاں رہا۔ اور جنگ مقدس کے بعد بحث کی استدعا سے برابر ڈیڑھ دن سال اشتہاروں کے ذریعہ جس نے پبلک پر عموماً اور مولویوں پر خصوصاً ظاہر کردیا کہ آئیں اجنہوں نے آنا ہے۔ مولوی صاحبان آئیں۔ میری طرف سے یا مولوی نورالدین صاحب یا مولوی محمد احسن صاحب ہونگے ان کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور۔ ان کی ہار میری ہار۔ انکی جیت میری جیت۔ مولوی صاحبان جس سے چاہیں بحث کریں۔ یہہ لفظی بحث پر اڑنے والے کج بحث طالب علموں کی طرح اپنے ہی فخر میں ہنڈیا کی طرح جوش میں تھے انکی کونسل بعینہ وہی چوہوں والی کونسل تھی۔ کوئی کہتا ہے میں یوں کرونگا کوئی کہتا ہے میں یوں کرونگا مگر بلی کی میاؤں کو پکڑنے والا کوئی نہ ہوا شیر گرج رہا تھا مگر مقابلہ کی تاب نہ لاکر ادھر اُدھر گیدڑ بھبکیاں مارتے رہے جنگ مقدس کو سات دن ہوگئے تو محمد یامین نے پولیس کے انتظام کا وعدہ کیا۔ مگر وسار کے قول پر ہم نہیں جانتے کہ اسی ترجیح کیوں دی جاتی ہے۔ حیرت الت ہیں کہ ایک شخص کی صرف انکے سامنے عہدی

ے یہہ چھاؤنی اوس مکان میں تھی جس میں تمیماً الحکم کا دفتر ہے۔ ایڈیٹر

خانہ جنگی

(نمبر ۲)

ہیں کافر اور مکفر کی تعریف واضح کردی - مگر خانہ جنگی میں وہ بے عزت کلمہ گو کافر کا کافر ہی رہا +

ساری دیکھی ہوئی یہہ گھاتیں ہیں
میرے ناخونوں میں یہہ باتیں ہیں
ہم کہاں آتے اس فریب میں ہیں
ایسے لاکھوں ہماری جیب میں ہیں

اللہ اللہ وہ دو فرقے جو صرف آمین کے اونچے نیچے پڑھنے پر مدّت سے ایک دوسرے کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے - اب متفق ہوئے - مرزا کے کفر کو ہم آنریبل سرسیّد کے کفر سے کچھ کم نہیں کہیں گے - سرسیّد کے کفر نے تو بہتوں کو حج کرایا - اور مرزا صاحب کے کفر نے مقلد اور غیر مقلد کے دل ملائے - دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس خانہ جنگی کی تیاری کے واسطے ایک کونسل میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں بیٹھی - اجلاس ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ایک خادم قوم بھی جا دھمکا - جناب مولوی رسل بابا صاحب کو جو اس وقت میر مجلس تھے مخاطب کیا "حضرت آپ جانتے ہی ہو - کہ آپ مرزا صاحب سے مباحثہ پر آمادہ ہیں مگر روک صرف اس بات کی ہے کہ حفظ امن میں خلل نہ آئے خواجہ یوسف شاہ صاحب انتظام کے ذمہ وار بنتے ہیں - خدارا - آؤ اس امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرو - کافہ انام کو کیوں ڈھمل یقینی میں لیتے ہو یا تو ایک مسلمان کو کافر بناؤ یا اُس کا پیچھا چھوڑو - آئے دن جھگڑا تو فیصل ہو" - مولانا اس وقت مرد میدان بننا چاہتے تھے مگر اس وقت انکی محفل میں کوئی مسلمانوں کی تخریب کا شائق بیٹھا ہوا باتیں بنانے لگا - اُسکی براہین ہی سوائے تخریب دین کے کچھ اور منکشف نہ ہوتا تھا - کہا بحث کی شکل پیدا نہیں کرنی چاہیے بلکہ اشتہارات سے مقدمہ مجہول کرنا چاہیے جس کا نتیجہ کاتب کی چوری کتاب سے طشت از بام ہوا +

یہہ کونسل ایک عجیب سکھا شاہی کارخانہ کی تھی عوام الناس کو یہہ خیال تھا جس طرح اخوان الصفا نے ثبوت نبوت کے بحث میں فضیلت انسان کو کل حیوانات پہ ثابت کیا ہو اس طرح یہہ کونسل علمائے کرام بھی شکوک عوام الناس کو مدنظر رکھکے اعتراضات کا جواب دیتی ہوگی مگر جب آئے دن اشتہار ہو لیوں کے کنکووں اور پتنگوں کی طرح اڑنے لگے تو ثابت ہوگیا کہ زید کا عناد بکر کے ساتھ اسی قسم کا ہو جیسے لا لحب علی بل لبغض معاویہ - کہتے ہیں مکرم معظم خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ وغیرہم نے بہتیرا چاہا کہ وہ لوگ جو امرتسر کی مجلس علماء اسلام کی کمیٹی کے ممبر ہیں ذرا بیٹھ جائیں اور باہم فیصلہ کریں معاملات کو مدنظر رکھکے کبھی مکان کا کبھی انتظام کا کبھی جائے مباحثہ کا لنگڑا عذر اٹھاتے مگر یا لوگ جنکا مبلغ علم اخویم کی تحریر مجدد دہی جن کو اپنی تحریر کا اس قدر ناز ہی اور جو اپنے لکھے ہوئے رقعہ کا مضمون وہ خود ہی سمجھ سکتے ہیں نفس مضمون کو کب پکڑتے جب خواجہ صاحب مکرم نے یہہ وعدہ بھی دیا کہ جنگ مقدّس کی طرح اس خانہ جنگی میں کیا مجال کہ بدتہذیبی - غیر تہذیبی - بدمزگی یا بیرنگی پھیلنے پائے" - اتنا وہ کہہ کے جانتے کہاں ؟ جابجا ان ملّاؤں نے مشہور کردیا کہ اب تو ریئس پارٹی بھی مرزائی ہوگئی - حاجی میر غلام محمود صاحب نے محض اس خیال سے کہ مرزا صاحب ایک عالم ہیں اور جنگ مقدس کیواسطے اسلامی ملکی فوج کے میجر جنرل بن کر آئے ہیں - اور انکی مقدس رجمنٹ میں بہت سے جری سپاہی ہیں اور آئے دن کل پنجاب سے حق جو والینٹر آتے ہیں جس جگہ اس فوج کی چھاؤنی ہی وہ کمپ کیواسطے کافی نہیں اسلئے لام کا مقام اپنے ہاں رکھا جو سچ پوچھو تو ایسا کرنے سے انہوں نے برا کیا - مگر اس بات سے جو بنام مولوی مشہور ہیں اور جن کی تعریف مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی منکشف ہوتی ہے -

سر پہ دستار فضیلت کی بہت بھاری ہے
پیٹ ہے یا کہ کتب خانہ کی الماری ہے
چھتریاں انکی تھیں وہ سر پہ عمامے ان کی
دیتے جاروب سر خاک تھے جامے ان کے
بھرتے ہیں زمانہ میں فضیلت کا دم
شکوہ کس کس سے کریں اُن کے تکبر کا ہم
اُن کی نخوت ہے وہ نخوت کہ الٰہی توبہ
قوم پہ آئی ہے ان سے وہ تباہی توبہ

صاف بندوق کی گولی کی طرح گرم ہو کے اُچھلنے لگے - مرزا صاحب کیا ہیں جو مقابلہ میں آئیں ہم یوں !! اور ہم ووں !! ماشاء اللہ چشم بد دور ! آپ فیضمآب ! آپ مشفق نواز ! آپ منبع علم و مخزن فضل ! آپ سبھی کچھ دبے ادبی معاف ، اتنا تو نہ ہوسکا کہ کاغذی گھوڑ دنگی گھوڑ دوڑ کا میدان چھوڑ کے ذرا سامنے آتے جب رؤسا نے انتظام کا ذمہ اپنے سر لیا - تو متہم کرنے سے نہ چوکے جب بحث کا کافی انتظام ہوگیا تو میدان کے لٹیروں نے حکم یا قاضی یا منصفی یا ثالث بالخیر کی تجویز نکالی یہہ شائد اس غرض سے کہ نہ کوئی ایسا آدمی ہوگا نہ بحث ہوگی - افسوس ! پھر افسوس !! اور پھر افسوس !!! یہہ علماء کا حال ہی کتب سیر میں لکھا ہو کہ جناب امام غزالی کے عہد میں ایک شخص کے دل کے اندر کچھ شک پیدا ہوگئے وہ افریقہ کا باشندہ تھا محض نیک نیتی سے امر حق کی تلاش میں کوئی چند ماہ کے بعد سپین پہنچا اور تسلّی کی - یا ان یہہ مسلمان ہیں جنکا فرمان ہزاروں کا ایمان ہی جن سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اس شخص کو تو دیکھیں جو گھر بار چھوڑ کر سو پچاس آدمی ساتھ لیکر مہینہ بھر یہاں رہا - اور جنگ مقدس کے بعد بحث کی استدعا سے برابر اٹھہ دن رہا اشتہاروں کے ذریعہ جس نے پبلک پر عموماً اور مولویوں پر خصوصاً ظاہر کردیا کہ آئیں ! جنہوں نے آنا ہے - مولوی صاحبان آئیں - میری طرف سے یا مولوی نور الدین صاحب یا مولوی محمد احسن صاحب ہونگے - ان کا ساختہ پرداختہ مجھے منظور - ان کی ہار میری ہار - ان کی جیت میری جیت - مولوی صاحبان جس سے چاہیں بھڑ کریں - یہہ لفظی بحث پر اڑنے والے کج بحث طالب علموں کی طرح اپنے ہی فخر میں ہنڈیا کی طرح جوش زن تھے انکی کونسل بعینہ وہی چوہوں والی کونسل تھی - کوئی کہتا ہی میں یوں کرونگا کوئی کہتا ہی میں ووں کرونگا مگر بلی کی میاؤں کو پکڑنے والا کوئی نہ ہوا شیر گرج رہا تھا مگر مقابلہ کی تاب نہ لا کر ادھر اُدھر گیدڑ بھبکیاں مار رہے جنگ مقدس کو سات دن ہوگئے تو محمد یاسین نے پولیس کے انتظام کا وعدہ کیا - مگر رؤسا کے قول پہ ہم نہیں جانتے کہ اُسی پر صبح کیوں دیجاتی - جبر اعالت ہیں کہ ایک شخص کی صرف انکے سامنے تہدید ہونے

ے یہہ چھاؤنی اوس مکان میں تھی جن میں تمیناً الحکم کا رفتر ہے - ایڈیٹر

[ضیا]ءالدین امرتسری کے ترجمہ قرآن مجید پر ایک نظر

(نمبر ۳)

اعتراض محل مع دلیل

ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور ترجمہ شاہ عبدالقادر میں کلمہ (نخذہا)، کا یوں درج ہے دیں پکڑ اُسکو، اور ترجمہ آقا جمال صاحب میں بھی دیں بگیر این را، درج ہے اور اُن ہر سہ تراجم میں کلمہ (کہا) کا یا دگفتم کا کہیں بھی درج نہیں ہے +

اور یہہ ترجمہ آقا جمال صاحب کا وہ ہے کہ جسکی نسبت آپ نے یوں لکھا ہے کہ عمدہ ہے اور فصیح اور نہایت صحیح ہے) آپ نے برخلاف ایسے صحیح ترجمہ مسلمہ اپنے کے کلمہ (کہا) کا کلمہ (نخذہا)، کے ترجمہ میں ایزاد کر دیا ہے کیوں کر دیا ہے اگر کوئی قاعدہ عربیت دانی کا مقتضی اس کا ہے تو مفصل لکھیں +

اعتراض کا محل نمبر ۴

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۱۱ کی سطر ۵ تا ۶ میں جو آیت نمبر ۱۱۲ پر درج ہے وہ آیت رکوع دہم سورہ ہود نمبری یازدہم داخلی سیپارہ و ما من دابۃ نمبری دوازدہم میں حسب ذیل ہے ۱۱۲۔ ولقد آتینا موسی الکتاب فاختلف فیہ ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینہم وانہم لفی شک منہ مریب +

اور ترجمہ آیت مندرجہ صدر کا آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ میں حسب ذیل ہے +

۱۱۲ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اُس میں اختلاف ہوا اور اگر تیرے رب کا لفظ نکل نہ گیا ہوتا دکہ مہلت دیا کو ہی) تو انکے درمیان ابھی فیصلہ ہو جاتا اور اُن لوگوں کو اس میں (یعنی قرآن میں) بڑا شبہ ہے +

اعتراض مع دلیل

آپ نے جو قولہ تعالیٰ (لفی شک منہ مریب) کے تحت میں یہہ ترجمہ لکھا ہے کہ اس میں یعنی قرآن میں بڑا شبہ ہے اس ترجمہ کے ... کلمہ (قرآن) کا آپ نے کیونکر لکھ دیا +

شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور آقا جمال صاحب میں تو اس موقع پر کلمہ (قرآن)، کا ترجمہ میں ہرگز ہرگز درج نہیں ہے +

بلکہ برخلاف اسکے تفسیر جلالین میں تو اسی موقع پر کلمہ (توریتہ) سے تفسیر کیا گیا ہے +

آپ نے اس ترجمہ میں بجائے کلمہ (توریتہ)، کا تحریر کرنے کے (کلمہ) قرآن کو ترجمہ میں تحریر کرنے کو کس طرح سے ترجیح دی ہے ذرا مفصل مع وجوہات قواعد عربیت دانی کی تحریر کرو

اعتراض کا محل نمبر ۵

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۱۲۵ کی سطر دوم میں جو آیت نمبر ۸۷ پر درج ہے وہ آیت رکوع ششم سورۃ الحجر نمبری پانزدہم داخلی سیپارہ ربما نمبری چہاردہم میں حسب ذیل ہے +

۸۷۔ ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔

اور ترجمہ آیت مندرجہ صدر کا آپکے شائع کئے ہوئے ترجمہ میں حسب ذیل ہے +

۸۷۔ ہم نے تجھکو سبع مثانی (سورۃ فاتحہ)، اور قرآن عظیم دیا ہے

اعتراضات مع دلیل

۱۔ قولہ تعالیٰ (سبعا من المثانی) مندرجہ آیتہ مندرجہ صدر میں تین کلمات علیحدہ علیحدہ موجود ہیں کہ جنکے معانی بھی علیحدہ علیحدہ ہیں اور ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب اور ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ترجمہ آقا جمال صاحب اور تفسیر حسینی میں ان ہرسہ کلمات کے معانی علیحدہ علیحدہ درج ہیں بھی +

اور یہہ بھی واضح رہے کہ آپ عمدگی اور صحت ترجمہ آقا جمال صاحب کے اور خوبی تفسیر حسینی کے قائل بھی ہیں باوجود اسکے آپ نے ان کلمات کے معانی علیحدہ علیحدہ کرکے کیوں نہیں لکھے ہیں +

حالانکہ آپ پر تو لازم ہی تھا کہ ان ہرسہ کلمات کے معانی عام فہم علیحدہ علیحدہ کرکے لکھتے۔

تاکہ علم عربی کے ناواقفان مثل مسیحیان جنکو وقف کرنے کیواسطے یہہ ترجمہ آپ نے لکھا ہے اور شائع بھی کیا ہے ہر ایک کلمہ کے معانی سے واقف ہو جاتے۔

خصوصاً اس سبب سے بھی کہ اس ترجمہ قرآن عربی کے سرورق پر آپ کی طرف سے لکھا یہہ دعویٰ بھی ہے کہ عربی سے اردو عام فہم بامحاورہ عبارت کے با معنی مراد لکھا کہ سب طالب حق عموماً اور سب مسیحی صاحب خصوصاً قرآن کی نہ صرف چند باتوں سے مگر ساری باتوں سے جو اس میں مندرج ہیں کہ جو اس ترجمہ کے دو تین ہفتہ میں بلا دقت اور بلا امداد کسی عربی خوان کے واقفیت حاصل کرنے کا موقع پاویں +

پادری صاحب بھلا سچ تو کہو کیا کوئی بھی آپ کا منادِ اس فقرہ کو کماحقہ سمجھتا بھی ہے +

آپ نے جو ان کلمات کا ترجمہ کرنا برخلاف اپنے دعوے کے ترک کر دیا ہے کیا عمداً ترک کیا ہے یا آنکہ ان کلمات کا ترجمہ ہی بامحاورہ نہ کرسکے +

مجھے تو امید نہیں ہے کہ آپ بھی جانتے ہوں کہ اس آیت میں یہہ کلمہ (مثانی) کا منجملہ اپنے مختلف معانی کے کونسے معنی رکھتا ہے کیونکہ اگر آپ جانتے ہوتے تو اس کلمہ (مثانی) کا ترجمہ اس محل پر ایسا کبھی بھی نہ کرتے +

۲۔ کلمہ من مندرجہ اس آیت کا تفسیر حسینی اور بیضاوی اور مدارک التنزیل میں تبعیضیہ بھی لکھا ہے الا آپ نے تو اس کو جیسا کچھ اختیار کیا ہے اس اختیار کرنے میں آپ کی عربیت دانی کے کیا کیا وجوہات ہیں +

۳۔ آپ نے بہیئت مجموعی قولہ تعالیٰ (سبعا من المثانی) سے (سورہ فاتحہ) مراد لکھی ہے +

مگر تفسیر بیضاوی میں علاوہ اور تعبیرات کے کلمہ (مثانی) کو (جملہ کتب الہیہ سابقہ) سے بھی تعبیر کیا گیا +

آپ نے اس آخری تعبیر یعنی مراد بیضاوی کو کیوں نہیں اختیار کیا ہے اور کون سا قاعدہ عربیت دانی کا اس آخری عبارت بیضاوی کے اختیار کرنے سے آپ کو مانع ہوا ہے +

۴۔ قولہ تعالیٰ (والقرآن العظیم) کا ترجمہ جو آپ نے (اور قرآن عظیم) لکھہ دیا ہے کیا اُسکا کچھ اور ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

۵۔ کلمہ (القرآن)، کا اس آیت ما نحن فیہ میں جو (کلمہ العظیم) کی قید سے مقید کیا گیا یہہ قید کیا فائدہ رکھتی ہے اپنی عربیت دانی کے دخل سے اسکو بیان کیجیو +

اعتراض کا محل نمبر ۶

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۱۲۵ کی سطر ۴ تا ۶ میں جو آیتہ نمبر ۹ پر درج ہے وہ آیت رکوع ششم سورۃ الحجر نمبری پانزدہم داخلی سیپارہ ربما نمبری چہاردہم میں حسب ذیل ہے +

پادری عماد الدین امرتسری کے ترجمہ قرآن مجید پر ایک نظر

(بسلسلہ)

اعتراض محل مع دلیل

ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور ترجمہ شاہ عبد القادر میں کلمہ (مخذ ہا) کا یوں درج ہو دیں پکڑا اُسکو، اور ترجمہ آقا جمال صاحب میں بھی دیں مگر اس (ہا) درج ہو اور ان ہر سہ تراجم میں کلمہ (کھا) کا یا دگفتم کا کہیں بھی درج نہیں ہے +

اور یہہ ترجمہ آقا جمال صاحب کا وہ ہو کہ جسکی نسبت آپ نے یوں لکھا ہو کہ عمدہ ہو اور فصیح اور بہانت صحیح ہو آپ نے جو برخلاف اپنے صحیح ترجمہ مسلمہ اپنے کہ کلمہ (کھا) کا کلمہ (مخذ ہا) کے ترجمہ میں ایزاد کر دیا ہو کیوں کر دیا ہو اگر کوئی قاعدہ عربیت دانی کا مقتضی اس کا ہو تو مفصل لکھیں +

اعتراض کا محل نمبر ۴

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۱۰ کی سطر ۵ تا ۷ میں جو آیت نمبر ۱۱۲ پر درج ہو وہ آیت رکوع دہم سورۃ ہود نمبری یازدہم داخل سیپارہ و ما من دابۃ نمبری دوازدہم میں حسب ذیل ہو ۱۱۲ - ولقد آتینا موسی الکتاب فاختلف فیہ ولولا کلمۃ سبقت من ربک لقضی بینہم وانہم لفی شک منہ مریب +

اور ترجمہ آیت مندرجہ صدر کا آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ میں حسب ذیل ہو +

۱۱۲ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اُس میں اختلاف ہوا اور اگر تیرے رب کا لفظ نکل نہ گیا ہوتا کہ سزا قیامت [illegible] تو اُنکے درمیان ابھی فیصلہ ہو جاتا اور اُن لوگوں [illegible] قرآن میں بڑا شبہ ہو +

[illegible] دلیل

[illegible] تعالیٰ (لفی شک منہ مریب) کے تحت میں یہہ ترجمہ [illegible] اس [illegible] قرآن میں شک ہے، اس جگہ [illegible] آپ نے [illegible] کلمہ (ہا) +

شاہ عبد القادر صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور آقا جمال صاحب نے تو اس موقع پر کلمہ (قرآن) کا ترجمہ میں ہرگز ہرگز درج نہیں کیا +

بلکہ برخلاف اُسکے تفسیر جلالین میں تو اسی موقع پہ کلمہ (توریت) سے تفسیر کیا گیا ہو +

آپ نے اس ترجمہ میں بجائے کلمہ (توریت) کا تحریر کرنے کے (کلمہ) قرآن کو ترجمہ میں تحریر کرنے کو کس طرح سے ترجیح دی ہو ذرا مفصل مع وجوہات قواعد عربیت دانی کے تحریر کریں

اعتراض کا محل نمبر ۵

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۲۵ کی سطر ۱۱ و دوم میں جو آیت نمبر ۸۷ پر درج ہو وہ آیت رکوع ششم سورۃ الحجر نمبری پانزدہم داخل سیپارہ ربما نمبری چہاردہم میں حسب ذیل ہو +

۸۷ - ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم -

اور ترجمہ آیت مندرجہ صدر کا آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ میں حسب ذیل ہے +

۸۷ - ہم نے تجھکو سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) اور قرآن عظیم دیا ہے

اعتراضات مع دلیل

۱ - قولہ تعالیٰ (سبعا من المثانی) مندرجہ آیۃ مندرجہ صدر میں تین کلمات علیحدہ علیحدہ موجود ہیں کہ جنکے معانی بھی علیحدہ علیحدہ ہیں اور ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب اور ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ترجمہ آقا جمال صاحب اور تفسیر حسینی میں ان ہر سہ کلمات کے معانی علیحدہ علیحدہ درج ہیں بھی +

اور یہہ بھی واضح رہے کہ آپ عمدگی اور صحت ترجمہ آقا جمال صاحب کے اور خوبی تفسیر حسینی کے قائل بھی ہیں باوجود اسکے آپ نے ان کلمات کے معانی علیحدہ علیحدہ کر کے کیوں نہیں لکھے ہیں +

حالانکہ آپ پر تو لازم ہی تھا کہ ان ہر سہ کلمات کے معانی عام فہم علیحدہ علیحدہ کر کے لکھتے -

تا کہ علم عربی کے ناواقفان ہندوستان جنکی وقف کرنے کیواسطے یہہ ترجمہ آپ نے لکھا ہو اور شائع بھی کیا ہو ہر ایک کلمہ کے معانی سے واقف ہو جاتے -

خصوصاً اس سبب سے بھی کہ اس ترجمہ قرآن عربی کے شروع میں آپ کی طرف سے آپکا یہہ دعویٰ بھی ہو کہ عربی سے اردو عام فہم با محاورہ عبارت کے با این مراد لکھا کہ سب طالب حق عموماً اور سب مسیحی ہنود خصوصاً قرآن کی نہ صرف چند باتوں سے مگر ساری باتوں سے جو اس میں مندرج ہیں کو ملیہ اس ترجمہ کے دو تین ہفتہ میں بلا دقت اور بلا امداد کسی عربی خوان کے واقفیت حاصل کرنے کا موقع پاویں +

پادری صاحب بھلا سچ تو کہو کیا کوئی بھی آپ کا منشاء اس فقرہ کو کما حقہ سمجھتا بھی ہو +

آپ نے جو ان کلمات کا ترجمہ کرنا برخلاف اپنے دعویٰ کے ترک کر دیا ہو کیا عمداً ترک کیا ہو یا آنکہ ان کلمات کا ترجمہ ہی با محاورہ نہ کر سکے +

مجھے تو اُمید نہیں ہو کہ آپ بھی جانتے ہوں کہ اس آیت میں یہہ کلمہ (مثانی) کا منجملہ اپنی مختلف معانی کی کونسی معنی رکھتا ہے، کیونکہ اگر آپ جانتے ہوتے تو اس کلمہ (مثانی) کا ترجمہ اس محل پر ایسا کبھی بھی نہ کرتے +

۲ - کلمہ (من) مندرجہ اس آیت کا تفسیر حسینی اور بیضاوی اور مدارک التنزیل میں تبعیضیہ بھی لکھا ہو الا آپ نے تو اس کو جیسا کچھہ اختیار کیا ہو اس اختیار کرنے میں آپ کی عربیت دانی کے کیا کیا وجوہات ہیں +

۳ - آپ نے بحیثیت مجموعی قولہ تعالیٰ (سبعا من المثانی) سے (سورہ فاتحہ) مراد لکھی ہو +

مگر تفسیر بیضاوی میں علاوہ اور تعبیرات کے کلمہ (مثانی) کو (جملہ کتب الہیہ سابقہ) سے بھی تعبیر کیا گیا +

آپ نے اس آخری تعبیر یعنی مراد بیضاوی کو کیوں نہیں اختیار کیا ہو اور کون سا قاعدہ عربیت دانی کا اس آخری عبارت بیضاوی کے اختیار کرنے سے آپ کو مانع ہوا ہے +

۴ - قولہ تعالیٰ (والقرآن العظیم) کا ترجمہ جو آپ نے (اور قرآن عظیم) لکھہ دیا ہو کیا اُسکا کچھہ اور ترجمہ نہیں ہو سکتا -

۵ - کلمہ (القرآن) کا اس آیت ما نحن فیہ میں جو (کلمہ العظیم) کی قید سے مقید کیا گیا یہہ قید کیا فائدہ رکھتی ہو اپنی عربیت دانی کے دخل سے اسکو بیان کیجئے +

اعتراض کا محل نمبر ۶

آپ کے شائع کئے ہوئے ترجمہ قرآن عربی کے صفحہ ۲۵ کی سطر ۴ تا ۶ میں جو آیۃ نمبر ۹ پر درج ہو وہ آیت رکوع ششم سورۃ الحجر نمبری پانزدہم داخل سیپارہ ربما نمبری چہاردہم میں حسب ذیل ہو +

مرزا صاحب کی خدمت میں

"ہمارے ایک بزرگ کی معذرت"

میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب چودھویں صدی زاد عنایتہ
تسلیم۔ میں وہی عاجز ہوں جس کو بزرگ کے نام سے
چودھویں کے پرچہ ...... میں لکھا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ
آپنے اس بیت کو چھاپ دیا جو میرے منہ سے اتفاقیہ نکلا تھا
جس سے جناب مرزا صاحب کا دل رنجیدہ ہوا۔ میں نہیں چاہتا
کہ ایسے بزرگ سلسلہ والے شخص کو اپنے سے رنجیدہ رکھوں
دہر کجا نام او ست قربانم، امید ہے کہ آپ میرا خط جو
بنام مرزا صاحب کے ہے مہربانی فرما کر چھاپ دیویں تاکہ اس
غلطی کا کفارہ ہو +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک خطا کار
اپنی غلط کاری سے انفعال کرتا ہوا اس نیاز نامہ کے ذریعہ
سے، قادیاں کے مبارک مقام پر گویا حاضر ہو کر آپ کے
رحم کا خواستگار ہوتا ہے یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء
تک اس گنہگار کو مہلت دیگئی۔ اب آسمانی بادشاہت
ہی آپ کے مقابلہ میں اس کو مجرم قرار دیتی ہے مجھ کو اب زیادہ
معذرت کرنے کی ضرورت نہیں تاہم اس قدر ضرور عرض
کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتداء سے آپ کی اس عروج پر
بہت غور کرتا اور جویائے حال رہتا تھا۔ اور میری تحقیق
ایمانداری و صاف دلی پر مبنی تھی حتی کہ ۹۰ فیصدی یقین
کے مدارج پر پہنچ گیا +

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ
بچپن سے صادق و پاک باز تھے (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام
اوقات خدائے واحد حی و قیوم کی عبادت میں لگاتار صرف
فرماتے رہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ آپکا حسن
بیان تمام عالمان ربانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے
آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے دینداری و نور،
(۳) آپ کا شش کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کے جو
تمام حالات اطاعت شکر گذاری کے قابل ہے بغاوت
کی راہ نمائی نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یحب فی الارض فسادا،

پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باایں ہمہ کیوں ہے میرے منہ سے وہ بیت
مثنوی کا نکلا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ میں جب لاہور میں انہیں
ایام میں گیا تو مجھکو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے جن سے پہلے
میری بحث بھی رہتی تھی، خبر ملی کہ آپ سے ایسی باتیں ظہور
میں آئیں ہیں جن کو کسی مسلمان ایماندار کو آپ کی مخالف
خیال کرنے میں کوئی تامل نہیں رہا +

(۱) آپنے دعویٰ رسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین
ہونیکا بھی ساتھ ساتھ ادعا کر دیا ہے۔ وہ جو ایک سچے مسلمان
کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت
ختم رسالت کی بارگاہ الٰہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ
والہ فداک روحی یا رسول اللہ کو مل چکی ہے اسکا دوسرا کب
حقدار ہو سکتا ہے (۲) آپنے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہونگے اور
انکا سلطان بڑی بے عزتی سے قتل کیا جائیگا اور دنیا
کے مسلمان مجھ سے التجا کرینگے کہ میں انکو ایک سلطان
مقرر کردوں یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی
اسلامی دنیا کیواسطے تھی کیونکہ آج تمام مقدس مقامات
جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں انکی
خدمت ترکوں اور سلطان کے ہاتھوں میں ہے ان مقامات کا
ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور
یقینی امر ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبت ناک
وخطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقعہ پر دنیا کے تمام
مسلمان پر فرض ہو جائیگا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں
سے بچانے کیواسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے
کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آئیگا۔
کیا وہ وہاں جا کر گھر بار پیارے وطن کو الوداع کر کے
ان پاک معبدوں کی طرف چل پڑیں یا اس ابدی
اور جاویدانی زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں ربنا
لا تحمل علینا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا یہی راز
ہے جو مسلمان ترکوں سے محبت رکھتے ہیں کہ انکی خیر میں
ان کے دین و دنیا کی خیر ہے ورنہ ترکوں کا کوئی خاص
احسان مسلمانان ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ
ہماری پچھلی صدی کے عالمگیر کی تباہی جب جبکہ
مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو
رہے تھے، ہماری کوئی خبر بھی انہوں نے نہیں لی۔ تو
ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کیگئی ہے
اور اسکو خیال کر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایسے سخت
ترین مصیبت کیوقت تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا
یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور
میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح
علیہ السلام کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے
اس کے کہ انکے حق میں خدا کے حضور میں شفاعت کیجاتی
نہ کہ الٹی ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی +

(۳) و نیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے
میں اپنی تصنیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو
ایک مقبول بارگاہ الٰہی کے حق میں شایان نہ تھے۔
جس کو خداوند نے اپنا روح و کلمہ فرمایا جس کے حق میں یہ
خطاب ہو۔ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ پھر اسکی
توہین و اہانت کیونکر ہو سکتی ہے یہ باتیں میرے دل میں بھری
تھیں اور انکی تجسس کیواسطے میں پھر کوشش کر رہا تھا
کہ یہ کہانتک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر
کے بارہ میں جو نکلا پیش ہوا تو بیساختہ میرے منہ سے دوسرا
کسی اور کلام کے مثنوی کا بیت نکل گیا جس پر
آپ کو رنج ہوا اور رنج ہونا چاہیے تھا +

(۱) رسالت کے دعوے کے بارہ میں مجھکو خود ازالہ اوہام
کے دیکھنے سے نیز آپکی روحانی معجزہ دلوں کو زندہ کرنے والی
تقریر پر جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی جو
محض افترا و بہتان ان اخبار والوں نے باندھا +

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اشتہار سے دو میرے
عرضی دعوے کی، میری تسلی ہو گئی ہے جس قدر آپ نے
نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجبی تھی +

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بوجہ الزام پایا گیا
گو یسوع کے حق میں آپنے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی
طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل
میں حضرت مولانا علیؓ کے بارے میں لکھتا ہے +

آن جوانے بہ درت مالیدہ ٭ بہر جنگ و غا سگالیدہ
برخلاف دل او لبو مال ٭ لیک بو بکر شد میان حائل

تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا دجا
دل ہم بالتی ھی احسن۔ مگر ان باتوں کے علاوہ جو
میرا دل تڑپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ اٹھ

مرزا صاحب کی خدمت میں
ہمارے ایک بزرگ کی معذرت

میرے مکرم جناب ایڈیٹر صاحب چودھویں صدی زاد عنایتہ تسلیم. میں وہی عاجز ہوں جس کو بزرگ کے نام سے چودھویں کے پرچہ . . . . . میں لکھا گیا تھا - افسوس ہے کہ آپ نے اس بیت کو چھاپ دیا جو میرے منہہ سے اتفاقیہ نکلا تھا جس سے جناب مرزا صاحب کا دل رنجیدہ ہوا - میں نہیں چاہتا کہ ایسے بزرگ سلسلہ والے شخص کو اپنے سے رنجیدہ رکھوں دہر کجا نام او دست قربانم ، امید ہے کہ آپ میرا خط جو بنام مرزا صاحب کے ہے مہربانی فرما کر چھاپ دیویں تاکہ اس غلطی کا کفارہ ہو +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مولائی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے ، قادیاں کے مبارک مقام پر گویا حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس گنہگار کو مہلت دیگئی . اب آسمانی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اس کو مجرم قرار دیا ہے مجھ کو اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں تاہم ، چند ضروری عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتداء سے آپ کی اس عروج پر بہت غور کرتا اور جویائے حال رہتا تھا - اور میری تحقیق ایمانداری صاف دلی پر مبنی تھی حتی کہ ۹۰ فیصدی یقین کے مدارج پر پہنچ گیا +

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن کے صادق و پاک باز تھے (۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدائے واحد حی و قیوم کی عبادت میں لگاتار صرف فرماتے رہے (ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین) آپکا حسن بیان تمام عالمانہ بانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے دفیہا ہدی و نور (۳) آپ کاشش کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کے دجوہ تمام حالات اطاعت شکر گذاری کے قابل ہے بغاوت

کی راہ نمائی نہیں کرتا (ان اللہ لا یحب فی ارض فساداً)

پھر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہاں ہم کیوں بے تہہ ہنسی سے کہ بیت مثنوی کا نکلا - اسکی وجہ یہہ تھی کہ میں جب لاہور میں آئین ایام میں گیا تو مجھکو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے (جن سے پہلے میری بحث بھی رہتی تھی) خبر ملی کہ آپ نے ایسی باتیں ظہور میں آئیں ہیں جن سے کسی مسلمان ایماندار کو آپ کی مخالفت خیال کرنے میں کوئی تامل نہیں رہا +

(۱) آپ نے دعوٰی رسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونیکا بھی ساتھ ساتھ ادعا کر دیا ہے جو ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہ الٰہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ فداک روحی یا رسول اللہ کو مل چکی ہے اسکا دوسرا کب حقدار ہو سکتا ہے (۲) آپ نے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہونگے اور انکا سلطان بڑی بے عزتی سے قتل کیا جائیگا اور دنیا کے مسلمان مجھ سے التجا کرینگے کہ میں انکو ایک سلطان مقرر کردوں یہہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دنیا کیواسطے تھی کیونکہ آج تمام مقدس مقامات جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں انکی خدمت ترکوں اور سلطان کے ہاتھوں میں ہے ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبت ناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقعہ پر دنیا کے تمام مسلمان پر فرض ہو جائیگا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں سے بچانے کیواسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آویگا . کیا تو وہ بات بھگر یارپیارے وطن کو الوداع کر کے ان پاک معبدوں کی ترتیب [illegible] یا اس ابدی اور جاویدزندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں (ربنا لا تحمل علینا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا) یہی اندیشہ ہے جو مسلمان ترکوں سے محبت رکھتے ہیں کہ انکی خیر میں ان کے دین و دنیا کی خیر ہے ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہندپر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ ہماری پچھلی صدی کے عالمگیر کی تباہی میں جبکہ مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو رہے تھے ، ہماری کوئی خبر بھی انہوں نے نہیں لی - تو

ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کیگئی ہے اور اسکو خیال کر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایسے سخت ترین مصیبت کیوقت تو مسلمانوں کے ایک پیشوا و رہنما کا یہہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا . کیا حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے اس کہ انکے حق میں خدا کے حضور میں شفاعت کیجاتی نہ کہ الٹی ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی +

(۳) و نیز یہہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصنیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبول بارگاہ الٰہی کے حق میں شایاں نہ تھے - جس کو خداوند اپنا روح و کلمہ فرمائے جس کے حق میں یہہ خطاب ہو . وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین - پھر اسکی توہین و اہانت کیونکر ہو سکتی ہے یہہ باتیں میرے دل میں بھری تھیں اور انکی تجسس کیواسطے میں پھر کوشش کر رہا تھا کہ یہہ کہانتک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارہ میں جونکلا پیش ہوا تو بیساختہ میرے منہہ سے دوست کسی اور کلام کے مثنوی کا بیت نکل گیا جس پر آپ کو رنج ہوا اور رنج ہونا چاہیے تھا +

(۱) رسالت کے دعوٰی کے بارہ میں مجھکو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے نیز آپکی وہ معانی مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی ہے جو محض افترا و بہتان تراشی والا یہ کس نے باندھا +

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اشتہار سے وہ میرے عرضی دعوٰی کی ، میری تسلی ہو گئی ہے جس قدر آپ نے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجبی تھی +

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک سے وجہ الزام پایا گیا گو یسوع کے حق میں آپ نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولانا علی کے بارے میں لکھتا ہے +

آں جوا نمردے کہ ما دیدہ + بہر جنگ و دغا سگالیدہ
برخلاف قتال او بسی مائل + لیک بوبکر شد میان حائل

تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا (دعا) ولہم بالتی ہی احسن - مگر ان باتوں کے علاوہ [illegible] میرا دل تڑپ اٹھا اور اس سے یہہ صدا آنے لگی کہ مجھ

[illegible] اسے ہو کہ کدگار کا قصور سے [illegible] نامہ کہے تو کہ سفر [illegible] کرو لم سجد لا غز نا -

بیں ہوں حضور کا مجرم